www.KitaboSunnat.com

انٹرویو

ترتیب و ترجمہ: حافظ حسن مدنی

شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کا اخبار الجزیرۃ کو یادگار انٹرویو

یہ انٹرویو آج سے ۱۵ برس قبل الجزیرہ کے چیف ایڈیٹر پروفیسر محمد الوعیل سے شیخ ابن بازؒ کی گفتگو پر مبنی ہے جس سے جہاں شیخ کی زندگی کے مخفی گوشے نمایاں ہورہے ہیں وہاں آپ کی ہمہ جہت مؤثر کارکردگی پر روشنی پڑتی ہے...... آج شیخ سے جدائی کے موقعہ پر ہم دوبارہ اس کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ انٹرویو کئے جانے سے پہلے شیخ کی مجلس کی چند منٹ کی جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے......

سب سے پہلے تو ہم قدرت کے اس احسان پر حیران تھے کہ آج ہمیں اپنے اخبار کے لئے ایسے شخص سے بات چیت کا موقعہ میسر آرہا ہے جو نام و نمود سے پرہیز کرنے کی بنا پر صحافیوں اور اخبارات کے ذمہ داران سے ملاقات کرنے سے عموماً کتراتا ہے۔ ہم آپس میں کہنے لگے "چونکہ شیخ کو اس سے قبل صحافیانہ سوال وجواب سے واسطہ پیش نہیں پڑا، اس لئے عین ممکن ہے کہ آپ ہماری بات چیت سے کبیدہ خاطر ہوجائیں اور ہمیں آپ کے دفتر سے ہی نکلنا پڑ جائے"...... ہم سوچ رہے تھے کہ آدمی کا وقار اس کی سادگی سے جھلکتا ہے، اس مروت و شفقت سے جو شیخ ابن باز کے بارے میں ہر کسی کی زبان پر ہے اور شاید کہ آپ ان چند ایک لوگوں سے ہیں جو حکام سے بھی اسی طرح پیش آتے ہیں جس طرح عام آدمی سے۔ اسی سے اپنی ہمت بندھاتے ہوئے میں نے اپنے کاغذ سیدھے کیے، ٹیپ ریکارڈ ساتھ لیا اور اللہ کا نام لیکر اس مرحلہ میں داخل ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان لمحات کی بدولت آج ہمارے صحافتی مہمان فضیلۃ الشیخ ابن باز ہیں، حقیقت کی دنیا میں نہ کہ خیال و گمان میں......

اس سے کسی کو انکار نہیں کہ مختلف خطہ ہائے ارض میں اس شخص کے معتقدین لاکھوں سے متجاوز ہیں اور اس سے پہلے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں اس کا احترام موجود ہے، وہ شیخ کے فتاویٰ پر پورا اعتماد کرتے ہوئے اپنی راہیں متعین کرتے ہیں۔ یہ سب چیزیں آپکو فی زمانہ اُمت کا ممتاز ترین فرد اور راہنما بنا دیتی ہیں۔

کیا شیخ عالم اسلام کی عظیم ترین مملکت سعودی عرب کے دینی اختیار و راہنمائی کے اعلیٰ ترین ادارے کے چیئرمین نہیں ہیں؟...... لیکن یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس طرح اس ادارے کو چلاتے ہیں۔ اس اعلیٰ ترین عہدے کے بعد کیا آپ میں کوئی عظمت و افتخار کا پہلو دکھائی دیتا ہے......؟ کیا اس کے باوجود آپ کے گرد محافظوں کی جمعیت ہر وقت اکٹھی رہتی ہے؟

ہرگز نہیں، بلکہ مملکت سعودی عرب کے عظیم ترین ادارے کا سربراہ اسی سادگی اور وقار کا آئینہ ہے جو سادگی اور محبت دین حنیف "اسلام" کا خاصہ ہے۔

ہم دفتر کی عمارت میں داخل ہوئے، جہاں کوئی دربان نہ تھا...... شیخ کا دفتر کہاں ہے؟ اندر کی طرف...... جہاں کوئی شور نہیں، ہر سو عافیت و سکون ہے۔ قریب ہے کہ شیخ کی شخصیت انہی دفاتر میں گم ہو کر رہ جائے ......اس بلڈنگ کی شان نرالی ہے جو اپنے ارد گرد کی عمارتوں سے انوکھی دکھائی دیتی ہے...... صرف ایک منزلہ جس میں بے شمار لوگوں کے مسائل کے حل موجود ہیں۔

ہم میں سے ایک پوچھتا ہے: شیخ کا دفتر کہاں ہے؟ گزرنے والا شخص کہتا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر پوچھتے ہیں: کہاں؟ ایک خستہ حال شخص جواب دیتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ بڑی مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں...... ریاض میں موجودگی کی صورت میں تمام فرضی نمازیں آپ اِسی مسجد میں ادا کرتے ہیں۔

شیخ احکامِ دین پر صبر واستقامت کا پیکر ہیں۔ شمیسی سے دِیرہ (مقام) تک، ٹریفک کے شدید ہجوم میں آپ باقاعدگی سے اس مسجد میں لوگوں کو نماز پڑھانے جاتے ہیں جہاں آپ نے اپنی تعلیم کے بھی مراحل پورے کئے اور ۵ بار نمازوں کی باجماعت ادائیگی کی صورت میں روزانہ جہاد کرتے ہیں۔

اچانک ہم دیکھتے ہیں کہ یہ نابینا شخص اپنی لاٹھی ٹیکتا ہوا نماز کو جارہا ہے۔ اس کے ساتھ اس کی نیلی گاڑی کا ڈرائیور ہے اور دائیں ہاتھ شیخ کا دیرینہ معاون شیخ عبد العزیز بن ناصر جس نے آپ کی رفاقت میں طویل زمانہ گزار دیا۔ گاڑی میں رستہ کٹ رہا ہے اور وہ شخص آپ کو خطوط، معاملات اور سوالات سنا رہا ہے، جس کے جواب میں شیخ اُنہیں فتاویٰ لکھوا رہے ہیں۔ یہی شیخ کا روزمرہ کا معمول ہے۔

کچھ دیر بعد مسجد میں لوگوں سے ملاقات کے بعد شیخ واپس لوٹتے ہیں اور الجزیرہ کیلئے اپنا دروازہ کھولتے ہیں...... اب رب کی طرف رجوع کرنے کا وقت ہے، نماز کے اختتام پر آپ اپنے دفتر میں بھی ۴ رکعات ادا کرتے ہیں، اس وقت ہر سو خاموشی پھیلی ہوتی ہے اور ہر شخص بات کرنے سے گریز کرتا ہے...... میری نگاہیں پھر اس شخص پر ٹک جاتی ہیں، یہ عام سا متواضع وجود جو بڑے سادہ لباس میں ملبوس ہے، اس شخص کا بڑی سے بڑی مجلس میں بھی کوئی حکم ٹھکرایا نہیں جاتا...... یہ شخص اپنے رب کی بارگاہ میں اپنے تمام اعضاء کے ساتھ خشوع وخضوع کی تصویر بنا کھڑا ہے۔ اس سے قبل کہ میری نگاہیں عمارت کا جائزہ لیں، ان کی نماز ختم ہوجاتی ہے...... یہ عمارت بھی بڑی سادہ لیکن گہری ہے۔ اور میرے اندر اپنی کم مائیگی کا احساس بڑھا رہی ہیں کہ تو صرف ایک عام سا صحافی ہے...... میں تو ان دفاتر کی عظمت اور علوِ شان سے مرعوب و متاثر تھا جس میں میں نے بڑے بڑے زعماء کے انٹرویو کیے۔ لیکن یہ سادہ سا کمرہ واللہ! ان عالی شان عمارتوں اور دفاتر سے جنہیں میں پہلے دیکھتا رہا ہوں، بہت زیادہ پر ہیبت اور باوقار تھا۔

اچانک خیالات کی تان ٹوٹتی ہے کہ وہ شخص...... جس کے جلال اور قربت کی ہیبت نے مجھے مسحور کر رکھا ہے، جس شخص نے اپنے جسم وجان کو اس عظیم ترین متاع پر فروخت کر دیا، اللہ کے لئے اور دار آخرت کے لئے اپنی جان کو وقف کر دیا، مجھے اپنے قریب آنے کی دعوت دیتا ہے گویا کہ وہ مجھے پوری طرح دیکھ رہا ہے اور میں اس کے سامنے گم ہو کر اپنے کو فراموش کئے بیٹھا ہوں...... میں دیکھتا ہوں کہ وہ شخص مجھ سے بڑی تواضع سے ٹیلیفون پر ایک عورت کا مسئلہ سننے کی اجازت مانگتا ہے۔

ٹیلیفون پر عورت سے مکالمہ

فون کی گھنٹی بجتی ہے، ٹیلیفون پر عورت کی آواز ابھرتی ہے اور وہ شیخ سے پوچھتی ہے کہ وہ اپنے خاوند سے طلاق لینا چاہتی ہے......

عورت: یا شیخ! وہ نماز نہیں پڑھتا۔

شیخ: ٹھیک ہے، تیرا یہ حق ہے کہ تو اس سے طلاق حاصل کرلے!

عورت: یا شیخ! میں یہ بات کس طرح ثابت کروں کہ وہ نماز نہیں پڑھتا......

شیخ: اپنے ہمسائیوں کی گواہی حاصل کر!!

عورت: وہ کیسے؟

شیخ: جب وہ مسجد میں نہ آئے اور جماعت میں شریک نہ ہو تو یہ نفاق کی علامت ہے اور اسی بنا پر تو اس کو پکڑ سکتی ہے۔

عورت: ہماری ایک بیٹی ہے...... کیا اس کا نام میں رکھ سکتی ہوں یا وہ ہی رکھے؟

شیخ: یہ تو بڑا سادہ مسئلہ ہے، بیٹی کا نام کیا ہے؟

عورت: اس کا نام "فلاں" ہے (ہم نہیں سن سکے)

شیخ: کوئی حرج نہیں۔ اس نام کو بدلنے کی ضرورت نہیں، اور بات ختم ہوجاتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ کے پاس آنے والے لوگ

ایک دوسرا آتا ہے...... وہ کسی شخصیت سے مدد کی درخواست کرنا چاہتا ہے، شیخ اس سے معذرت کرتے ہیں، لیکن سائل کا اصرار ہے کہ وہ آدمی آپ کی سفارش کو نہیں رد کرے گا۔ شیخ کا دل نرم پڑ جاتا ہے، اور اپنے سیکرٹری کو اس کے لئے ایک صفحہ لکھنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ ٹائپسٹ وہ صفحہ لے کر ٹائپ کرنے چلا جاتا ہے۔

ایک اور شخص، اپنے آپ کو سامنے لاتا ہے، شیخ کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہے، پھر کچھ سوالات کرتا ہے، شیخ جس کے مسلسل جوابات دیتے جاتے ہیں اور وہ مسائل پوچھتا جاتا ہے حتیٰ کہ شیخ اس کو مطمئن کر دیتے ہیں...... آخر کار یہ مکالمے بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

شیخ جزیرہ کی ٹیم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

رسمی بات چیت اور حال احوال کا ذکر ہوتا ہے گویا کہ شیخ الجزیرہ سے عرصہ دراز سے متعارف ہیں۔ آپ سے کہا جاتا ہے کہ آپ حسبِ منشا گفتگو شروع فرمایئے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ جو آپ سوال کرنا چاہتے ہیں، کھل کر کریں اور یہاں کوئی تنگی اور تکلف محسوس نہ کریں۔ (شیخ کے بارے میں ہماری توقع درست ثابت ہوتی ہے) اس عالم جلیل کے سینے کی کشادگی تو ایک مثال بن گئی ہے کہ اس فراخیٔ صدر پر تو سوار دوڑائے جاسکتے ہیں۔

ولادت، بچپن

شیخ کی زندگی کے مطالعے کے دوران آپ کے طرزِ عمل، اسلوبِ کار اور مشکلات پر ردّ عمل وغیرہ پر ہمیں کافی روشنی میسر آئی لیکن آپ کی ولادت کس سن میں کس مقام پر ہوئی اور آپ کو کن حالات سے سابقہ پیش آیا؟

شیخ جواب دیتے ہیں: میری ولادت ماہ ذوالقعدہ ۱۳۳۰ھ (۱۹۱۱ء) میں ہوئی۔ میری والدہ ھیّا بنت عثمان بن عبداللہ خزیم ہیں، ۱۳۳۳ھ میں جب میں تیسرے سال کے اواخر میں تھا، میرے والد فوت ہوگئے۔ والدہ کی گود میں، میں نے یتیم کے طور پر پرورش پائی۔ میں نے دسویں، پھر گیارھویں اور بارھویں اور کچھ تیرھویں برس میں قرآنِ کریم کو پڑھا۔ عمر کے چودھویں اور پندرھویں برس میں حفظ قرآن شروع کرکے سولہویں میں مکمل کر لیا۔ اس دوران میں اپنی والدہ ھیّا کے زیر تربیت ہی رہا۔ میرے ساتھ میرا ایک بھائی جو میری ماں کی طرف سے سگا تھا اور عمر میں بڑا تھا، گھر میں رہا کرتا۔ میرا ایک سگا بھائی محمد ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن یوسف بھی ہمارے ساتھ ہوتا۔ وہ دونوں گھر کی دیکھ بھال کرتے اور ضروری گھریلو کام انجام دیتے۔ ہماری والدہ ہم سب کی تربیت اور نگہداشت کیا کرتیں۔ ان کا ہماری تربیت کرنے اور ہم میں اچھی صفات پیدا کرنے میں ہم پر عظیم ترین احسان ہے!!!

آل الباز...... اصل میں یمن سے ہیں

میرا سوال ابھی باقی تھا اور شاید کہ وہ سب لوگ جو آپ کی جائے ولادت، تعلیم اور ابتدائی عمر کے بارے میں سوال کرتے ہیں، یہ بھی پوچھتے ہیں کہ کلمہ الباز کا پس منظر کیا ہے...... چنانچہ میں نے فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن باز سے سوال کیا کہ الباز کیا ہے، اگر قبیلہ کا لقب ہے تو کہاں سے آیا، کہاں سے چلا؟

شیخ گویا ہوئے: یوں تو میں بھی اس کی حقیقت نہیں جانتا سوائے اس کے کہ یہ کہہ سکوں کہ شاید الباز اصل میں یمن کے باشندے ہوں یا بعض لوگوں کے خیال میں منطقہ حوطہ سے ان کا تعلق ہے، جس کے بارے میں وثوق سے میں کچھ نہیں کہہ سکتا، لیکن وہاں منطقہ تہامہ میں الباز کے نام سے ایک جماعت ہے۔ ممکن ہے کہ ہمارا تعلق بھی ان سے ہو، لیکن مکمل اعتماد سے یہ کہنا میرے لئے مشکل ہے...... یہ بات درست ہے کہ یہ سوال مجھ سے ہمیشہ رہتا ہے، لیکن جس طرح انسان کے کون ہونے کی کوئی اہمیت نہیں، اس طرح قبیلہ کون ہے بھی چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔

طلبِ علم کی ابتدا

شیخ ابن باز کی تعلیم، طالب علموں کے درمیان ایک مثالی نمونہ بن سکتی ہے۔ یہ ان کی شان ہے کہ ہمیشہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے عالم سے زیادہ طالبِ علم رہنا پسند فرمایا۔ اس سفر میں آپ نے قرآنِ کریم سے ابتداء کی اور اس کو اوائل عمر میں حفظ کرلیا۔

میں نے سوال کیا: آپ اس مملکت میں عظیم علمی ودینی رتبے پر فائز ہیں۔ کیا میں آپ کے مراحل تعلیم کے بارے میں پوچھ سکتا ہوں۔ کہاں آپ کی تعلیم ہوئی اور کون ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس روشن اور چمکدار دینی لوح کو ہمارے لئے تیار کیا؟

آپ ماضی کو کریدتے ہوئے کہنے لگے: سولہ برس کی عمر میں میں نے قرآن کریم حفظ کرلیا، بلوغت سے قبل میں نے سماحۃ الشیخ صالح بن عبدالعزیز آلِ شیخ سے علم سیکھا، آپ کی ہی ذاتِ مبارکہ میرا اولین علمی ودینی مدرسہ تھی۔ بعد ازاں ان کے چچا محمد بن عبداللطیف آلِ شیخ سے جو اس وقت ریاض کے قاضیوں میں سے تھے...... پھر شیخ مسکراتے ہوئے مزید گویا ہوئے: ۱۳۴۶ھ میں شیخ سعد بن حمد بن عتیق سے بھی بعض اوقات تحصیل علم کیا، جس طرح علم نحو میں نے شیخ حمد بن فارس سے سیکھا۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد دوبارہ ماضی میں گم ہوتے سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگے: اس کے بعد میں نے مفتی دیارِ سعودیہ شیخ محمد بن ابراہیم سے ۵۷ھ تک تسلسل سے تحصیل علم کیا۔ جس کے بعد میں نے حقیقی عملی زندگی کا آغاز کردیا۔

عملی زندگی کے ابتدائی قدم

شیخ کی بات کاٹتے ہوئے میں نے کہا کہ اس علمی ودینی تحصیل کے بعد کن خطوط پر آپ نے عملی زندگی کا آغاز کیا؟

جواب: ۲۵ر جمادی الاخریٰ ۱۳۵۷ھ (۱۹۳۸ء) کو، میں نے عملی زندگی کا آغاز کیا جب ملک عبدالعزیزؒ کے حکم سے مجھے منطقہ خرج کا قاضی بنایا گیا۔ مجھے آج تک وہ تاریخ اس طرح یاد ہے جیسے میرے حافظے میں نقش ہو کیونکہ یہ میری عملی زندگی کی ابتداء تھی۔ ۷۱ھ تک میں منطقہ خرج میں قاضی کے طور پر کام کرتا رہا۔ پھر ۷۲ھ میں ریاض کے معہدِ علمی میں مدرس کے فرائض مجھے سونپے گئے۔ معہدِ علمی میں میرے قیام کو ایک برس ہی ہوا تھا کہ کلیہ الشریعہ کے افتتاح ہونے پر مجھے آٹھویں دہائی کے اختتام تک کلیۃ الشریعہ میں تدریسی فرائض انجام دینے کا موقعہ ملا۔

انہی دنوں ۱۳۸۱ھ میں مدینہ منورہ یونیورسٹی کا افتتاح ہوا تو شیخ محمد بن ابراہیم (مفتی دیار سعودیہ) کے حکم سے میں وہاں منتقل ہوگیا، یہ ملک سعود کے دور کی بات ہے۔ ان کی تائید سے مدینہ یونیورسٹی میں ۱۳۸۱ھ میں، میں نے اپنے کام کا آغاز کیا اور ۱۳۹۰ھ تک میں وہاں بطور وائس چانسلر خدمات انجام دیتا رہا۔ جبکہ شیخ محمد بن ابراہیم اس وقت یونیورسٹی کے چانسلر تھے۔ ۱۳۸۹ھ میں آپؒ کی وفات کے بعد شاہ فیصل مرحوم کے حکم سے مجھے ۱۳۹۰ھ کو یونیورسٹی کے چانسلر کا قلمدان ملا...... ۱۳۹۵ھ (۱۹۷۵ء) تک میں اس منصب پر فائز رہا۔

ریاض میں واپسی

سوال: آپکی ریاض واپسی دوبارہ کس طرح ہوئی؟

جواب: شوال ۹۵ھ کو ملک خالد کے فرمانِ شاہی سے مجھے ڈائریکٹوریٹ برائے مباحثِ علمیہ، فتاویٰ، دعوت وارشاد کے چیئرمین کے طور پر دوباہ ریاض بلالیا گیا۔ اور اب تک میں اسی ذمہ داری کو انجام دے رہا ہوں

شیخ ابن باز اور فلسفہ تعددِ ازواج

تعددِ ازواج کے بارے میں اسلامی شریعت پر مبنی شیخ ابن باز کا مخصوص نقطہ نظر ہے۔ جس پر کافی غور فکر کے بعد آپ یوں اس کی تائید کرتے ہیں: جب انسان ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو تعددِ ازواج اچھا امر ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ایک یا دو بیویاں انسان کی ضرورت کو کفایت نہیں کرتیں۔ میری رائے میں تعددِ ازواج میں طرفین کے لئے مصلحتیں ہیں: عورتوں کے حوالے سے اس میں ان کے لئے غضِ بصر ہے اور شرمگاہ کی حفاظت بھی۔ دوسرے لحاظ سے اس طرح نسل اور آل اولاد کی کثرت میں اُمت کے لئے بھی مصلحت ہے۔ شیخ اس پر یہ اضافہ ضرور فرماتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں تعددِ ازواج کی اس وقت تائید کرتا ہوں جب مرد میں عدل کرنے، نفقہ دینے اور زیادہ عورتوں کو نکاح میں رکھنے کی طاقت ہو۔ تعددِ ازواج کے طور پر عورتوں کا نکاح ہو جانا، ان کا بے نکاحے بیٹھے رہنے سے بہتر ہے۔

اپنے نکاح کا قصہ بیان کرتے ہوئے شیخ کہتے ہیں:

میں نے خود تین نکاح کئے ہیں۔ پہلی بیوی سے والدہ کی زندگی میں جنہیں انہوں نے منتخب کیا تھا، ۱۳۵۴ھ میں نکاح ہوا جبکہ میری عمر ۲۴ برس تھی۔ وہ عبداللہ بن سلیمان بن سمحان کی بیٹی تھیں۔ اپنی والدہ کی وفات کے ایک سال بعد یعنی ۱۳۵۷ھ میں ہمارے درمیان علیحدگی ہو گئی...... پھر میں نے ایک خاتون ھیا بنت عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عتیق سے نکاح کیا، میری بڑی اولاد انہی سے ہے اور آج تک میری ان سے رفاقت قائم ہے۔ ان سے میرے بیٹے عبد اللہ، عبد الرحمٰن اور تین بیٹیاں ہیں۔ میری تیسری شادی ۱۳۸۶ء (۱۹۶۶ء) میں منیرہ بنت عبد الرحمٰن الخضیر سے ہوئی جن کا تعلق منطقہ قصیم کے شہر بریدہ سے ہے، ان سے بھی میرے دو بیٹے احمد اور خالد اور تین بیٹیاں ہیں۔

شیخ کے بیٹے اور بیٹیاں

تمام بیویوں سے الحمد للہ شیخ کی کافی اولاد ہے۔ جیسا کہ ملاقات میں شیخ نے بتایا کہ ان کے ۱۴ بیٹے اور ۶ بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے تجارت کرتے ہیں...... لیکن تربیت اولاد میں شیخ کا اسلوب کیا ہے؟

شیخ ابن باز: مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ اولاد کے بارے میں، میں بہت کوتاہ واقع ہوا ہوں۔ مجھے اپنی کثیر مصروفیات کی بنا پر اولاد کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع کم ملتا ہے۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ میں حقیقتاً اپنے اہل وعیال کے حق میں کوتاہی کا مرتکب ہوں۔ لیکن ان کی راہنمائی اور انہیں نیک کاموں کی طرف متوجہ رکھنے کے لئے میں اپنی سی کوششیں بروئے کار لاتا رہتا ہوں۔

☆اس میں شبہ نہیں کہ شیخ ابن باز علم ودین کے آدمی ہیں، لیکن ذہنی طور پر آپ زراعت اور بعض پیشوں سے منسلک رہتے ہیں۔ آپ جس طرح زراعت کے پیشے کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اس طرح خرید وفروخت یعنی تجارت جن کا اوائل عمری میں آپ نے تجربہ بھی کیا ہے، میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس نقطہ نظر سے ہم نے اولاد کے پیشوں کے بارے میں آپ کی رائے پوچھی......

شیخ ابن باز: اس میں کوئی شک نہیں کہ خرید وفروخت کے ذریعے رزق کی تلاش کو میں اپنی اولاد کے لئے ترجیح دیتا ہوں، اسی طرح زراعت بھی مجھے بھلی معلوم ہوتی ہے، لیکن میرے بڑے بیٹے اُمور تجارت میں مشغول رہتے ہیں۔

آپ سفر کو کیوں ناپسند فرماتے ہیں؟

حکماء کے مطابق سفر کے ۵ فوائد ہیں جبکہ شیخ ابن باز سفر کے اِن فوائد سے بالاتر ہیں۔ آپ بیرونِ سعودی عرب کے سفر سے ہمیشہ اجتناب کرتے ہیں۔ بہت کم ہوا کہ کسی علاج وغیرہ کی غرض سے آپ نے بیرونِ ملک کا قصد کیا ہو۔ سفر کو ناپسند کرنے میں شیخ کے نزدیک کیا حکمت پنہاں ہے۔

شیخ ابن باز: سفر کا معاملہ تصویر کھنچوانے کی وجہ سے بہت خراب ہے۔ میں تصویر کھنچوانے کو جائز نہیں سمجھتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے بیرونی سفر سے احتراز کیا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں مملکت سعودی عرب میں مجھ سے منسلک متعدد کاموں میں تعطل آجانے کی بنا پر بھی میں سفر سے کنارہ کش رہتا ہوں۔

شیخ ابن باز اور فلسفہ کامیابی

انسان کا بچپن خوشیوں اور غموں سے بھرا ہوتا ہے۔ جب انسان اپنے بچپن کو یاد کرتا ہے تو گویا ہر طرف سے اپنے آپ کو بندھا محسوس کرتا ہے۔ بچپن ہر کارِ حیات کی ابتداء کا زمانہ ہوتا ہے۔

☆شیخ عبد العزیز بن باز، جو اس وقت اپنے دائرۂ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کے اعتبار سے ایک دینی و علمی مرکز تصور کیے جاتے ہیں، کیا آپ یہ توقع رکھتے تھے کہ کسی اور میدان میں قسمت آزمائی کرتے اور یوں کامیاب رہتے...... شیخ جب اپنے بچپن کی یادوں کے دریچے کھول رہے تھے تو گویا مسرت آپ کے چہرے سے چھلک رہی تھی، آپ کا اسلوب بیان اس دور کی عکاسی کرتا تھا گویا آپ عمر کے اُسی دور میں ہم سے باتیں کر رہے ہیں...... ہم نے آپ سے پوچھا کہ اپنے بچپن کے بارے میں ہمیں کچھ بتایئے؟

شیخ کہتے ہیں: میں نہیں سمجھتا اگر میں کسی دوسرے میدان میں قسمت آزمائی کرتا تو اس میں کامیابی سے ہمکنار نہ ہوتا کیونکہ مجھے اس پر یقین ہے کہ انسان جب اپنے رب اور اپنی ذات سے مخلص ہو تو کامیابی آخر کار اس کے قدم چومتی ہے۔ میں آپ کو اپنے پیشہ خرید و فروخت کے دور کا ایک واقعہ بتاتا ہوں جس سے اس پیشہ سے میرا اخلوص اور سچائی مترشح ہوتی ہے۔ میں اپنے بھائی محمد کے ساتھ کپڑے اور سلے ہوئے ملبوسات بیچا کرتا تھا اور اس کے لئے ہم ریاض کے بازار حراج میں بھی پیدل گھوما کرتے تھے کہ کسی طرح ہمارا سودا بک جائے...... جب آپ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا میں اس میدان میں کامیاب رہتا تو میرا جواب ہے کہ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ اگر میں اپنی سی تمام کوشش اس پیشہ کے لئے کر گزرتا تو کامیابی تو محنت کرنے والے کے ہی ہاتھ میں ہے۔

جہاں تک میرے بچپن اور عہدِ طفولیت کا ذکر ہے جس پر انسان ساری زندگی فخر کرتا رہتا ہے، مجھے افسوس کہ اس کے بارے میں کوئی بات مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ سوائے اس کے کہ میں اس عمر میں قرآنِ کریم کی تلاوت، اہل علم کے ساتھ اُٹھنے، بیٹھنے اور علومِ دین کے بارے میں بہت کچھ جاننے کا متلاشی رہتا تھا۔

بصارت زائل ہونے پر پیش آنے والی مشکلات

جب شیخ ابن باز دوسروں کا سامنا کرنے اور پہچاننے کی بات کر رہے تھے تو میں سوچ رہا تھا کہ ایسا کیسے ممکن ہے کیونکہ آپ تو نابینا ہیں...... نظر کی اس بندش نے آپ کی راہ میں کونسی رکاوٹیں حائل کیں؟

شیخ ایسے شخص کے لہجے میں جواب دیتے ہیں جسے اپنی ذات پر بے پناہ اعتماد ہے: فقط اس بنا پر کہ میں دیکھنے کی صلاحیت سے محروم ہوں، میں نے کبھی اپنے آپ کو بندھا محسوس نہیں کیا۔ نظر کا اُٹھا لیا جانا میرے رب کی قدرت ہے جس سے فرار کی کوئی راہ نہیں، اگرچہ میں نے اس وقت جب کہ میری عمر ۱۶ سے ۱۹ برس کے درمیان تھی، نظر کے علاج کی بہت کوشش کی اور آپریشن وغیرہ بھی کروائے لیکن میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ۱۳۴۵ھ میں میری نظر کمزور ہونا شروع ہوئی اور ۴ برس بعد ۴۹ھ تک میری بصارت مکمل طور پر زائل ہو چکی تھی لیکن اس سے میری راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہوئی، میرے رب نے میری ہر موقعہ پر خوب خوب مدد کی۔

☆ بچپن سے جوانی تک کی عمر کے تذکرے نے "الجزیرہ" کے مہمان کے لہجے میں مسرت کو بکھیر دیا تھا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ کو اس دور کا اپنا کوئی دوست یعنی طالب علمی کا کوئی ساتھی یاد ہے......؟

آپ نے اس جواب پر اکتفا کیا کہ ہم مختلف لڑکے اکٹھے ہو کر پڑھا کرتے تھے۔ ایک دوسرے سے مل بیٹھ کر مطالعہ کرتے۔ میرے سب سے قریبی دوست شیخ عبداللہ بن بکرؒ تھے۔ وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہتے اور ہم اکٹھے کتابیں پڑھتے۔

مفتی دیارِ سعودیہ شیخ محمد بن ابراہیمؒ سے میرا کوئی اختلاف نہیں!

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شیخ ابن باز اور شیخ محمد بن ابراہیم سابق مفتی دیارِ سعودیہ کے مابین مختلف اُمور پر اختلافات تھے حتی کہ یہاں تک بھی لوگ کہتے سنائی دیئے کہ کہ شیخ محمد بن ابراہیم ان فقہی اختلافات کی بدولت آپ سے بڑے کبیدہ خاطر رہتے تھے...... آپ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر کیا تبصرہ فرماتے ہیں؟

شیخ ابن باز: جہاں تک میری طرف سے اختلافات کی بات ہے تو چند ایک علمی مسائل میں میری رائے آپ سے جدا تھی، جس پر آپ حرج محسوس کرتے تھے۔ اسی معمولی تنگی کو بعض لوگوں نے دائمی اختلاف کا رنگ دے دیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بار تطلیق ثلاثہ پر فتویٰ لینے کا مسئلہ پیش آیا جس پر میں نے فتویٰ دیا اور شیخ محمد بن ابراہیم نے بھی، جنہیں میرے فتویٰ کا علم نہ تھا۔ اس لاعلمی کی بنا پر ہونے والی علمی مخالفت سے تھوڑا سا ماحول مکدر ہو گیا۔ چنانچہ میں نے آپ سے اس بارے میں معذرت کر لی اور اس طرح یہ تکدر جاتا رہا۔

ملک عبدالعزیز کی مجالس میں

ابھی ہم علمی نقطہ کے حوالے سے پیدا ہونے والے انہی اختلافات کا ہی تذکرہ کر رہے تھے کہ مجھے تجسس پیدا ہوا اور میں نے شیخ ابن باز سے پوچھا: کیا ملک عبدالعزیز (جو مملکتِ سعودی عرب کے بانی ہیں) سے کبھی آپ کو اختلاف کا واسطہ پڑا۔

شیخ کہنے لگے: ملک عبدالعزیز بہت دانا انسان تھے اور آپ کے قریب ترین حضرات میں علماء کی ایک بڑی تعداد تھی۔ آپ شریعتِ اسلامی کے بارے میں جاننے اور اس کو نافذ کرنے کے بڑے مشتاق رہتے تھے۔ میرے اور آپ کے درمیاں ان مسائل میں کبھی اختلاف نہ ہوا۔

☆ ملک عبدالعزیز کے دورِ حکومت میں علماء کی یہ عادت تھی کہ ہفتہ میں ایک دن شاہ سے ملاقات کیا کرتے تھے...... اس مجلس علماء میں کن موضوعات پر بات ہوتی تھی؟

شیخ ابن باز: کوئی خاص نہیں، رُشد و نصیحت کی بعض باتیں، اہم حالاتِ حاضرہ پر تبادلہ خیال اور مشاورت یا وقتی مصالح پر مبنی ایک دوسرے کو یاددہانیاں وغیرہ ہی عموماً ان مجالس کا موضوع ہوتی تھیں۔

☆ شیخ ابن باز نے جیسا کہ پہلے اعتراف کیا تھا کہ وہ اپنے اہل خانہ اور اولاد کے حق میں اپنی کثیر مشغولیات کے سبب کوتاہی کر جاتے ہیں۔ لیکن آپ کہنے لگے کہ کافی سالوں سے وہ عصر کے بعد کا وقت اپنے اہل خانہ کے ساتھ گزارتے ہیں۔ مغرب سے کچھ پہلے تک یا پھر رات دس بجے کے بعد آرام کرنا آپ کا معمول ہے۔

جہاں تک آپ کے روزمرہ معمولات کا تذکرہ ہے تو آپ ہفتہ، منگل اور جمعہ کے روز نمازِ فجر کے بعد اپنے کاموں وغیرہ کو شروع کر دیتے ہیں اور سورج طلوع ہونے تک ان ضروری اُمور میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر دفتر تشریف لے جاتے ہیں۔ بعض دنوں میں گھڑی، نصف گھڑی آرام کرنے کے لئے گھر لوٹتے ہیں، لیکن عموماً ایسا نہیں ہوتا۔ جبکہ اتوار، پیر، بدھ اور جمعرات کو ریاض کی جامع کبیر میں آپ درس دیتے ہیں اور صبح ۵ سے ۷ بجے تک مسجد میں ہی تشریف رکھتے ہیں۔

ہمارے فاضل مہمان کو مملکتِ سعودی عرب کے ۴ بادشاہوں کی رفاقت کا موقعہ ملا ہے جلالۃ الملک عبد العزیز بن سعود، ملک سعود، شاہ فیصل اور ملک خالد رحمہم اللہ ہم نے ان سالوں پر بات کرنے کی شیخ کو دعوت دی۔

شیخ ابن باز: ملک عبدالعزیز، علماء کے ساتھ علمی مذاکرہ کے بڑے مشتاق رہتے تھے، علماء کی نکتہ رسی کو سمجھ لیا کرتے۔ اگر کبھی مصلحت کے منافی مسائل سے واسطہ پیش آجاتا تو صحیح ترین رائے کو اختیار کرنے کی اہلیت رکھتے تھے۔ آپ پر اللہ کی بارہا رحمتیں ہوں، آپ خوب سوجھ بوجھ رکھنے والے تھے۔ اس قدر صاحب علم تھے کہ تقریباً طبقہ علماء میں ہی شمار کئے جاتے۔ لیکن جن مسائل میں علماء سے اختلاف ہوتا تو کھل کر اختلاف رائے فرماتے، میں ذاتی تجربے کی بنا پر یہ باتیں کہہ رہا ہوں

ملک سعود اور شاہ فیصل بھی کچھ ایسی ہی خصوصیات رکھتے تھے، لیکن ہر ایک کے بعض ذاتی امتیازات اور اَوصاف بھی ہوتے ہیں، ان پر اللہ کی کثیر رحمتیں ہوں۔

جہاں تک شاہ خالد کا تعلق ہے تو وہ نیکی میں معروف تھے، اچھائی کو خوشدلی سے قبول کرتے بلکہ اس کی جستجو میں رہتے، امتِ مسلمہ کی مصلحتوں کا اُنہیں خاص دھیان رہتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ حکمران ملک فہد، شہزادگان عبد اللہ، سلطان اور نائف بھی اسی طرح اچھی صفات سے متصف ہیں۔ سب ہی خیر کے متلاشی رہتے اور بھلائی پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

اللہ انہیں مزید بھلائی کی توفیق بخشے، آمین!

طلاق کی مشکلات

شیخ ابن باز کو ایک بار طلاق کے ایک قضیہ سے واسطہ پڑا اور شاید کہ آپ کی ابتدائی شہرت اسی واقعہ کے حوالے سے ہوئی جب آپ نے اس کا ایک ایسا مفید حل بتایا جس سے اس مخصوص جوڑے کے علاوہ بہت سے لوگوں کو فائدہ ہوا...... یا شیخ! کیا آپ طلاق کو سب سے بڑا معاشرتی مسئلہ سمجھتے ہیں؟

شیخ بن باز: ہاں! طلاق کے مسائل اور مشکلات سے نمٹنا مشکل ترین مسئلہ ہے خاص طور پر تین طلاقوں کے مسائل سے نمٹنا

☆ اس کی کیا خاص وجہ ہے؟

شیخ بن باز: آدمی اپنی اہلیہ سے معمولی باتوں پر جھگڑا کر کے آخر کار طلاق دے دیتا ہے۔ شیخ نے اپنے مخصوص سادہ انداز میں اس کی یوں تصویر کشی کی کہ آدمی دن بھر کے کام سے تھکا ماندا گھر واپس آتا ہے اور اس کی بیوی بعض بڑی معمولی وجوہات پر اس سے جھگڑ پڑتی ہے۔ اس سے ایسی کوئی چیز خریدنے کا تقاضا کر بیٹھتی ہے جس کا وہ انکار کر دیتا ہے اور یوں جھگڑا شروع۔ بعض گھروں میں بیوی کا ساس، سسر سے یا دیور وغیرہ سے جھگڑا رہتا ہے۔ کبھی عورتیں مستقل گھر کا تقاضا شروع کر دیتی ہیں تو آخر کار اس کا انجام طلاق کی صورت میں نکلتا ہے۔ مردوں کی طرف کبھی نشے، شراب یا ترک نماز کی شکایت نزاع پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے اور جب عورت، مرد پر کڑی نظر رکھتی ہے تو آدمی طلاق دیکر اس عورت سے جان چھڑانے میں ہی عافیت سمجھتا ہے......زیادہ تر طلاق کے یہی اسباب ہوتے ہیں۔

شیخ ابن باز کی رائے یہ ہے کہ سعودی عرب میں فروغ تعلیم اور شعور پھیلنے کے باوجود طلاق کے مسائل کم نہیں ہو رہے اس لئے کہ آپ کے خیال میں طلاق کے اسباب میاں، بیوی کے مابین داخلی ہیں۔ جوں جوں زندگی کی مشکلات اور معاش کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے، توں توں ان مسائل میں بھی زیادتی ہوتی جا رہی ہے۔

☆ پھر آپ اسکا کیا علاج تجویز کرتے ہیں؟ کیا اس کی روک تھام کیلئے حکومتی اقدامات کی ضرورت محسوس کرتے ہیں؟

شیخ بن باز: نہیں، قواعد و ضوابط بندی اس کا کوئی حل نہیں۔ یہ مسئلہ لوگوں میں ایک دوسرے کا احترام، رشتوں کے شعور اور جلدی میں کوئی فیصلہ کن قدم نہ اُٹھانے اور غصہ آنے پر شیطان سے پناہ مانگنے وغیرہ کی تربیت دینے سے ہی حل ہوگا۔ اسی طرح ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع اَبلاغ کے ذریعے میاں بیوی کو بار بار کی نصیحتوں، صبر کی مشق، رواداری اور ایک دوسرے کا دھیان رکھنے کی تلقین کی جائے۔ بالخصوص بیویوں کو خاوندوں سے ایسے مطالبات کرنے سے احتراز کرنا چاہئے جو ان کے لئے مشکل ہوں یا ان میں غم وغصہ کو اُبھارنے کا موجب بنیں۔ تلخ کلمات سے گریز اور گھر میں موجود دوسرے رشتہ داروں کے حقوق کا پورا دھیان رکھنا بھی ضروری ہے۔

غرض کہ یہ مسئلہ شوہر کی طرف سے جلدی نہ دکھانے، بیوی سے نرمی کرنے اور تحمل سے کام لینے، اس طرح بیویوں کی طرف سے بھی تحمل کا مظاہرہ، لمبے چوڑے مطالبے نہ کرنے اور خاوندوں کے حق میں خلوص ونرمی سے کام لینے کے ذریعے کافی حل ہو سکتا ہے

پڑھنے لکھنے کی مصروفیات

شیخ بن باز اخبارات کا باقاعدہ مطالعہ (اہتمام) نہیں کرتے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے دوست عموماً مجھے اہم خبروں سے مطلع کرتے رہتے ہیں۔ اگر کسی اہم واقعے پر میرے ردّ عمل یا رہنمائی کی ضرورت ہو تو فوری طور پر متعلقہ لوگوں کو اس بارے میں مراسلہ بھیجا جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے دفتر میں اس کام کے لئے بعض ذمہ دار اور منشی بھی ہیں جو مجھے حسبِ ضرورت تازہ ترین معلومات سے باخبر رکھتے ہیں۔ اس طرح اندرون اور بیرونِ ملک سے مجھے خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں لیکن پھر بھی کافی باتوں سے میں لاعلم رہ جاتا ہوں۔

☆ یا شیخ! آپ کے ذاتی کتب خانے میں کتب کی کتنی تعداد ہے؟

شیخ بن باز: یوں تو مجھے ان کی حقیقی تعداد کا علم نہیں لیکن بہر حال کافی زیادہ کتب ہیں۔ میری ایک ذاتی لائبریری ریاض میں ہے اور بعض منتخب کتب طائف میں بھی ہیں۔

☆ کیا آپ نے مطالعے کے لئے کچھ اوقات مخصوص کر رکھے ہیں؟

شیخ بن باز: مغرب اور عشاء کے درمیان ہم پڑھتے رہتے ہیں۔ عشاء کے بعد خصوصی مطالعہ ہوتا ہے۔ مغرب کے بعد تو ہم دو یا تین احادیث پڑھتے اور ان کی شرح و تفسیر دیکھتے ہیں لیکن عشاء کے بعد ہم باریک بینی سے معاملات و مسائل کا جائزہ لیتے ہیں۔ مشکل مسائل کو زیادہ تر عشاء کے بعد حل کرتے ہیں۔ کبھی عشاء کے بعد ایک یا دو فتویٰ جات بھی لکھے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ مختلف نوعیتوں کا کام عشاء کے بعد ہوتا ہے۔

لوگوں کی شیخ سے محبت واُلفت

☆ یا شیخنا الفاضل! ہم یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ آپ کے خیال میں کیا وجہ ہے جو لوگ آپ سے اس قدر عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ کس بنا پر لوگ آپ سے بندھے محسوس ہوتے ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ اس کا جواب دینا آپ کے لئے مشکل ہوگا لیکن کم از کم ان اسباب کی نشاندہی فرمادیجئے جو لوگوں کو آپ سے اس قدر قریب کئے ہوئے ہیں۔ کیا آپ کا نرم و شفیق رویہ اس کا سبب ہے؟

شیخ بن باز (بڑی آہستگی سے گویا ہوتے ہیں): ہم تحمل اور صبر سے کام لیتے ہیں۔ دیگر لوگوں کی طرح ہمیں بھی ناپسندیدہ اُمور سے واسطہ پڑتا ہے لیکن ہم تحمل مزاجی سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ پھر شرم کے جذبات سے مغلوب ہو کر بولے: لیکن میرے بعض دوست مجھ سے بھی زیادہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں..... بس یہ اللہ کا خاص کرم وانعام ہے!!

☆ اس بات کا بخوبی علم ہونے کے باوجود کہ شیخ اپنی تعریف کو ناپسند فرماتے ہیں، آپ کی بات سے مجھے حوصلہ ہوتا ہے اور میں آپ سے پوچھ بیٹھتا ہوں: کون ہے وہ ذاتِ کریم جس کے صبر و تحمل سے آپ متاثر ہوئے اور آپ نے لوگوں سے معاملہ برتنے اور ان کی مشکلات کا سامنا کرنے میں اس شخص کے سینے کی کشادگی اور صبر کو اپنے لئے مشعل راہ بنالیا؟

شیخ بن باز: رسول کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس...... آپ ہی ہمارے رہبر ورہنما ہیں۔ واللہ! نبی اکرم ﷺ کا حوصلہ اور صبر و تحمل بہت عظیم تھا۔ کبھی ایک بدو نے آپ ﷺ کی گردن مبارک میں اپنی چادر ڈال کر کھینچا جس سے گردن پر نشانات اُبھر گئے۔ آپ کا تحمل کہ آپ اس کی طرف جھک گئے اور مسکراتے ہوئے اس کے تقاضے کی تکمیل فرمادی۔ نبی اکرم ﷺ کو تہذیب یافتہ اور گنوار ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پیش آیا کرتا تھا۔ آپ ہی اہل علم اور مسلمانوں کے لئے اُسوۂ حسنہ ہیں۔ پھر آپ کے صحابہ کرامؓ جو علم و صبر میں اپنی مثال آپ تھے۔ مثلاً صدیق اکبر، حضرت علی اور حضرت طلحہ وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین...... اگرچہ حضرت عمر میں کچھ جلال تھا لیکن آپ بہترین اور صادق ترین انسان تھے اور کامل تر ایمان کے حامل بھی۔

☆ کیا آپ کو بھی غصہ آجاتا ہے؟ یا سماحۃ الوالد!

ہاں! میں بہت ناراضگی کا اظہار کرتا ہوں اور لوگوں کی طرح مجھے بھی بشری مسائل سے واسطہ ہے۔ میں اپنی اولاد، اہل خانہ اور دفتر کے بعض اہلکاروں پر غصہ ہوجاتا ہوں، لیکن اکثر اپنے نفس پر قابو پالیتا ہوں۔

(اس پر یہ مبارک ملاقات اپنے اختتام کو پہنچی)

دعا: اللہ تعالیٰ آپ کی وفات سے ہونیوالے نقصان کو پورا فرمائے اور آپکو جنتُ الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ